گوشۂ ادب رثائی

مرثیہ در حال شب معراج نبیؐ (حصہ اوّل-بند-۱۰۱)

سلطان الشعراء مولانا سید محمد کاظم جاوید اجتہادی مرحوم

(۱)

گردوں سے بھی بلند ہے ذہن رسا مرا
ہے آسماں نورد کوئی رہنما مرا
اک نقش حُب بنا ہے ہر اک مدعا مرا
پھر کیا ہے جب نبیؐ ہے مرا اور خدا مرا
باطن میں جو قریب ہے ظاہر میں دور ہے
دیں جس نے آنکھیں، دیکھنا اس کا ضرور ہے

(۲)

دوری میں جو قریب ہو دل کیوں نہ ہو وہ شاد
کہنے میں یوں ہے فرق زمیں آسماں زیاد
پھر کیا ہے جب ہو دل میں کسی کے کسی کی یاد
جھپکی اگر پلک بھی تو حاصل ہوئی مراد
حیراں مسیح و خضر بھی اس امتحاں پہ ہیں
کل تک زمیں پہ جو تھے وہ آج آسماں پہ ہیں

(۳)

رہ کر زمیں پہ کیوں نہ کریں آسماں کی سیر
جلوہ ہے اس کی شان کا کعبہ ہو یا کہ دیر
پردے میں ذکر پردۂ معراج بھی ہو خیر
جب بیچ میں پڑا ہے تو پردہ نہیں ہے غیر
اللہ رے شان جلوۂ قدرت دکھا گیا
ہے انتہا کہ آنکھوں میں پردہ سما گیا

(۴)

ایسا بھی آئینہ کوئی صورت نما نہیں
یکتائے دہر اس کے سوا دوسرا نہیں
عیسیٰ کو سب ملا یہ شرف پر ملا نہیں
واں ابتدا اگر ہے تو یاں انتہا نہیں
قدرت نے تا بہ عرش نہ چڑھنے دیا انہیں
چوتھے فلک نے آگے نہ بڑھنے دیا انہیں

(۵)

تھا آسماں پہ سایۂ دامان مصطفیٰؐ
اس وقت مصلحت سے ہوئے تھے علیؑ جدا
مطلب علیؑ کے رہنے کا آخر میں یہ کھلا
دنیا نہ رہ سکے جو نہ ہو حجت خدا
جاری نہ کیوں درود ہو سب کی زبان پر
حجت تھی اک زمین پہ اک آسمان پر

(۶)

اس شب کے ایسے پائے نہ دن نے کبھی صفات
بالا ہر اک سے کیوں نہ جہاں میں ہو اس کی بات
پنہاں نگہ سے تھی صفت چشمۂ حیات
تارے چمک کے کہتے تھے بس رات ہے یہ رات
مہتاب نعل بن گیا ہے جس کے پاؤں میں
آنا نصیب ہو اسے تاروں کی چھاؤں میں

(۷)

کچھ دن سے دیکھتے ہیں یہ گردوں کو باربار
تاروں کو دیر رات کی ہوتی ہے ناگوار
ہیں فرط شوق سے ہمہ تن چشم انتظار
سب کو قرار ہے مگر ان کو نہیں قرار
پہلو نئے یہ بدلتے ہیں آج تک
اُس شب کو ڈھونڈھنے کو نکلتے ہیں آج تک

(۸)

ذروں سے ہیں نمود ہزاروں زمیں پہ چاند
پانی میں اس کا عکس ہے اور ہے کہیں پہ چاند
ہے خود فریفتہ کسی روئے حسیں پہ چاند
سجدہ کا ہے نشان نبی کی جبیں پہ چاند
تاروں نے آسماں میں لگائے ہیں چار چاند
قدرت خدا کی رات تو اک اور ہزار چاند

(۹)

اُس شب کو آفتاب سے بیشک ہوا قصور
تھا اک یہی تو مہر رسالتؐ سے دوردور
فرقت سے مضطرب تھا بہت قلب نا صبور
یہ جانتا تھا اصل میں دونوں ہیں ایک نور
بدلا اسی فراق کا اس نے کیا ہے یہ
دوبار دیکھنے کو علیؑ کے پھرا ہے یہ

(۱۰)

موسیٰ سے پوچھو کس لئے ق طور ہیں
شہرے اسی جمال کے نزدیک و دور ہیں
اُس رات کے اثر یہ ابھی تک ضرور ہیں
آنکھوں کی پتلیاں بھی سیاہی سے نور ہیں
فرط خوشی سے غنچۂ دل باغ باغ تھے
اُس شب کو بے جلائے بھی روشن چراغ تھے

(۱۱)

دن کوئی دے سکے گا نہ اس رات کا جواب
کیا تاب تھی نکلتا جو اس وقت آفتاب
لازم تھا اس کو چہرۂ سرکارؐ سے حجاب
تھرا رہا ہے آج تلک اف رے اضطراب
ہیبت ہے جس کی قلب پہ وہ کون شاہ ہے
دعوے پہ رنگ زرد پریدہ گواہ ہے

(۱۲)

طیاریاں فلک کی کوئی کیا کرے بیاں
کس کے لئے ہے فرش کئے سبزہ کا جناں
یہ کس کی پیشوائی کو نہریں ہوئیں رواں
اپنی کمر کسے ہے اطاعت پہ کہکشاں
رتبے بلند عرش سے اس آسماں کے ہیں
یہ جس کو چاہیں دے دیں کہ مالک جناں کے ہیں

(۱۳)

ایسا یہ نور تھا کہ گیا آسماں تلک
پہنچی کبھی کسی کی سواری نہ تا فلک
سامان دیکھ دیکھ کے حیراں ہوئے ملک
کھولے ہیں آنکھیں یوں کہ جھپکتی نہیں پلک
سو حسرتیں ہیں ایک دل بیقرار میں
عیسیٰؑ کا سن بڑھا تھا اسی انتظار میں

(۱۴)

قدرت کا جلوہ جس نے دکھایا ہے وہ نبیؐ
جس نے شرف کریم سے پایا ہے وہ نبیؐ
جس کو خدا نے پاس بلایا ہے وہ نبیؐ
قرآن جس کی شان میں آیا ہے وہ نبیؐ
خوبی کلام پاک کی ظاہر جہاں پہ ہے
ان کی ہر ایک بات خدا کی زباں پہ ہے

(۱۵)

بچین حسرتیں ہیں دل ناصبور کی
کانوں میں صاف آتی ہے آواز دور کی
ہے پست ہر نگہ میں ترقی وہ طور کی
ہے کہکشاں کہ موج ہے دریائے نور کی
ہر بات آسمان پہ اک انتہا کی ہے
دریا حباب میں ہے یہ قدرت خدا کی ہے

(۱۶)

پائے نبیؐ کے شوق میں خم ہے سر فلک
آئینہ بن گئی ہے صفائے رخ ملک
ہر شئے میں جان پڑگئی اس میں نہیں ہے شک
جنبش ہے نبض عالم امکاں کو آج تک
زندہ کرے جو سب کو اسے کیا کہے کوئی
عیسیٰؑ کو آج سے نہ مسیحا کہے کوئی

(۱۷)

چھڑکاؤ ہو رہا ہے فلک پر وہ جابجا
بچین دل ہوئے ہیں پئے دید نقش پا
آراستہ بہشت ہیں معمول سے سوا
وہ ابتدا کا شوق نہیں جس کی انتہا
شبنم بھی جان ہجر میں کھوتی ہے آج تک
اس رات کے فراق سے روتی ہے آج تک

(۱۸)

حوروں کا حال غیر ہے اب انتظار سے
پژمردگی عیاں ہے دل داغ دار سے
ملتی ہے دل کی شکل چراغ مزار سے
ایسی خزاں کہ جس کو ملا لو بہار سے
کلیاں کھلیں ہیں روضۂ مینو سرشت کی
وہ ٹھنڈی سانسیں ہیں کہ ہوائیں بہشت کی

(۱۹)

کیسی خوشی تھی زخم جگر کو ہنسا دیا
لیتے ہیں یوں اثر یہ طریقہ بتا دیا
تھا بیچ میں جو شرم کا پردہ اٹھا دیا
گیسو کبھی بنائے کبھی مسکرا دیا
کہتی ہیں جب رہیں گے نہ عاشق جب آئیں گے
مانا کہ آپ آئیں گے لیکن کب آئیں گے

(۲۰)

سب جاں بلب یہ آج ہیں کس کے فراق میں
پردے میں کوئی رخ کہ قمر ہے محاق میں
گریہ حرام ازل سے ہے جن کے مذاق میں
وہ بھی تو روئے دیتے ہیں آج اشتیاق میں
پہلو نئے نئے دل مضطر سے مل گئے
ٹپکے زیادہ اشک تو کوثر سے مل گئے

(۲۱)

مانع ہر اک طرح ادب و رعب شاہؑ تھا
کہتے ہیں ہم تصور زینت گناہ تھا
مہندی پہ خون دل کا بجا اشتباہ تھا
سرمہ کی خود نظر میں زمانہ سیاہ تھا
آئینہ دیکھ دیکھ کے حیرانیاں بڑھیں
گیسو بنائے کیوں کہ پریشانیاں بڑھیں

(۲۲)

آئے گا کس کو چین نگہ ان پہ ڈال کے
یوسف ہیں سوزبان سے قائل جمال کے
حوروں نے رکھ دئے ہیں کلیجے نکال کے
نظارہ کر رہی ہیں دلوں کو سنبھال کے
اشکوں کا بہنا فائدہ مند آج ہو گیا
کاجل بھی پھیل کر شب معراج ہو گیا

(۲۳)

ظاہر ابھی ہوئے نہیں پردے کے کچھ امور
جادہ ہے کہکشاں کا ابھی ہر جگہ سے دور
پنہاں ہے وہ براق جو ہے رشک برق طور
پہنچے گا جو فلک پہ زمیں پر ابھی ہے نور
لیکن ابھی سے دل نہیں کوئی قرار میں
تارے بھی سب ہیں چشم برہ انتظار میں

(۲۴)

مخصوص ہر شرف ہے اسی رات کے لئے
آئے گا کون کس کی ملاقات کے لئے
سامان عرش پر ہیں مدارات کے لئے
پردے اٹھے تلافیٔ مافات کے لئے
ساتوں فلک حجابوں کو اپنے اٹھائے ہیں
دروازوں پر صفوں کو ملائک جمائے ہیں

(۲۵)

دربار خاص میں ہیں ملک صرف بند وبست
اہل فلک شراب محبت میں سب ہیں مست
عیسیٰؑ ہوں یا کلیمؑ یہ دونوں تھے پیش دست
دربار انبیائؑ سلف جس کے آگے پست
آنکھوں میں جلوۂ رخ زیبا سما گیا
مجلس میں سب درود پڑھیں وقت آگیا

(۲۶)

مسند پہ جلوہ گر تھے ادھر سید زماں
باتیں علیؑ سے کر رہے تھے دل تھا شادماں
مشتاق دید آپ تھا خلاق دوجہاں
جبریل حسب حکم خدا و ند انس وجاں
اک دم میں اترے رفعت سدرہ کو چھوڑ کر
پہنچے مثال قطرۂ باراں زمین پر

(۲۷)

جبریل کی بھی تیزروی یادگار تھی
اتنی مفارقت بھی بہت ناگوار تھی
ہر طرح سے مسافت رہ دل پہ بار تھی
دید رخ نبیؐ کو نگہ بے قرار تھی
دو تیر تھے چلے تھے کماں کوجو چھوڑ کر
یہ ساتھ ہی براق کے پہنچے زمین پر

(۲۸)

پیاسے کی پیاس بجھتی ہے دریا کو دیکھ کر
دل کھنچ رہے ہیں زلف چلیپا کو دیکھ کر
حیراں وہ آنکھ ہے رخ زیبا کو دیکھ کر
جھپکی نہ تھی جو برق تجلیٰ کو دیکھ کر
اللہ رے انقلاب ملک کا گماں یہ ہے
سمجھے کہ وہ زمین تھی اور آسماں یہ ہے

(۲۹)

دیکھا رسولؐ حق کے قریں بوترابؑ ہیں
ان کا نہیں نظیر تو یہ لا جواب ہیں
وہ ہیں رسولؐ حق یہ ولایت مآب ہیں
وہ آفتاب اگر ہیں تو یہ ماہتاب ہیں
خیرہ ہوئی ہے چشم فلک یہ ہے انتہا
شمس و قمر کا نور جو دیکھا ہے ایک جا

(۳۰)

اللہ رے رعب شاہؑ کہ اٹھتی نہ تھی نظر
جبریلؑ نے ادب سے کہا یہ جھکا کے سر
چلئے کہ یاد کرتا ہے خلاقِ بحر وبر
پوشاک کو بدل کے ہنسے سیدالبشرؐ
اب دل سے یاد دور تھی دنیائے زشت کی
وابستہ دامنوں سے ہوا تھی بہشت کی

(۳۱)

دامن قبا کا بارش رحمت کا تھا سحاب
اس کے ہر ایک تار سے تاروں کو ہے حجاب
گویا کرن کو ساتھ لئے ہے اک آفتاب
یہ کیا کہا کہ دامن یوسفؑ کا ہے جواب
حق بیں ہر اک نگہ میں ہے رتبہ گھٹا ہوا
اُس پر ہے چاک ہونے کا دھبہ لگا ہوا

(۳۲)

خود ہی حیا سے منھ جو چھپائے یہ وہ نہیں
رفعت کو جس کے چرخ بھی پائے یہ وہ نہیں
دامان حشر جس کو بھلائے یہ وہ نہیں
دامن جو نیچے پاؤں کے آئے یہ وہ نہیں
تاروں سے دامنوں کے جگہ ہے حجاب کی
ہے زردرو اِسی سے کرن آفتاب کی

(۳۳)

سر پر عمامہ تاج سر اعتبار ہے
بڑھ کر زمیں سے جس کی فلک پر (گہار) ہے
یہ پھول زینت چمن روزگار ہے
باغ بہشت میں بھی اسی کی پکار ہے
گردش کے وقت گنبد دوار بن گیا
آخر میں ایک نقطۂ پر کار بن گیا

(۳۴)

جس تک پہنچ کلیم کی ہو یہ نہیں وہ طور
پاس ادب سے دور ہے ہر ایک ذی شعور
ہر اک کا ایسے وقت میں آنا ہے کیا ضرور
اک جبرئیل ایک علیؑ ایک ہیں حضور
شمع کمال حسن سے پروانہ جل چکے
جبریل مسکرائے یہ کپڑے بدل چکے

(۳۵)

ساقی کہاں ہیں جام مے خوشگوار کے
یہ کیا ہنسی بھی آگئی تجھ کو پکار کے
دیکھوں گا میں خزاں میں تماشے بہار کے
کچھ زخم پھٹ گئے ہیں دل بیقرار کے
دل کا لہو ہو دیکھنے والوں کو رشک ہوں
ساغر میں مے نہیں مری آنکھوں میں اشک ہوں

(۳۶)

پھر باب میکدہ جو کھلے تو بہار آئے
منھ کو تڑپ تڑپ کے نہ اب قلب زار آئے
اس در پہ ہم بھی لے کے دل داغدار آئے
اک سوگوار جائے تو اک بیقرار آئے
ہنگامۂ نشور ہو گر متصل کہے
در میکدہ کا کھل کے ابھی حال دل کہے

(۳۷)

الجھایا مجھ کو باتوں میں ساقی یہ کیا کیا
مجھ کو مری مراد سے اب کیوں جدا کیا
مشتاق مے کی جان اگر لی برا کیا
عادت نے بھی بگڑ کے مجھی سے گلا کیا
تخئیل نے اثر یہ دم گفتگو دیا
سرخیٔ مے جو دیکھی رگوں نے لہو دیا

(۳۸)

اک آگ کا شرر کہ دل ناصبور ہے
گرمی سے رشک برق تجلائے طور ہے
مشہور میرا گرم نفس دور دور ہے
لگ جائے آگ بھی تو مرا کیا قصور ہے
لبریز ہو چکا تھا یہ ساغر چھلک گیا
اب تو مری جبیں کا پسینہ ٹپک گیا

(۳۹)

رنگینیٔ شراب سے ہے قلب باغ باغ
چوتھے فلک پہ آج ہے ہر مست کا دماغ
گردش میں یہ بھی آ گیا ہے صورت ایاغ
شیشہ میں آگ لگ جو گئی جل گیا چراغ
دل میں کھٹک کے نشتر سر تیز گڑ گیا
شیشے سے کچھ دھواں جو اٹھا بال پڑ گیا

(۴۰)

کیا اب بھی سب پہ جوہر ذاتی عیاں نہیں
ہوں میں انیسؔ وقت یہ مطلب نہاں نہیں
جس کو سنیں نہ دوست یہ وہ داستاں نہیں
شیشے پہ جوہروں کا ہمیں تو گماں نہیں
مطلب ہے صاف صاف قلم کی صریر کا
لکھا ہے ان پہ نام جناب امیرؒ کا

(۴۱)

یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ سب کو ملال دے
کوئی گلا کرے تو اسے ہنس کے ٹال دے
جس طرح سے ہو اب مرے دل کو سنبھال دے
جو دل میں چبھ رہا ہے وہ کانٹا نکال دے
کہتا ہوں سچ کہ رنگ طبیعت بدل کے کھینچ
ہمراہ اس کے جان کھنچے گی سنبھل کے کھینچ

(۴۲)

میری طرح سے کیا کوئی ثابت قدم بھی ہے
ساقی خوشی کے ساتھ مجھے سوز غم بھی ہے
تصویر نیستی مرا اب قدّ خم بھی ہے
اک وقت میں وجود بھی ہے اور عدم بھی ہے
بجلی کہے نگاہ کہے یا ہوا کہے
جو ہو بھی اور نہ ہو بھی اسے کوئی کیا کہے

(۴۳)

آنکھوں میں تیری مجھ سے مروت بھی آ گئی
پہلے ہر ایک سے مری نوبت بھی آ گئی
تھوڑی سی آج قلب میں طاقت بھی آ گئی
سرخیٔ مے سے چہرے پہ رنگت بھی آ گئی
جوش آج میکدے میں جو دیکھا شراب کا
یاد آ گیا مجھے تو زمانہ شباب کا

(۴۴)

رستے ہوئے نہ ہوں نہ ٹپکتے ہوئے ہوں جام
ہو آگ سی شراب بھڑکتے ہوئے ہوں جام
تصویر مہر و ماہ چھلکتے ہوئے ہوں جام
تقدیر کی طرح سے چمکتے ہوئے ہوں جام
ساماں نئے ہوں پیر خرابات کے لئے
اک دن کے واسطے ہو تو اک رات کے لئے

(۴۵)

ساقی تھا جس سے دور وہی میکدہ جلا
سرخیٔ رنگ مے سے ہے شیشہ سدا جلا
جل جل کے خود نگاہ یہ کہتی ہے کیا جلا
اس میں جو آگ لگ چکی تو دوسرا جلا
سچ ہے کہ جو یہاں ہے وہ ہے اپنے کام میں
خود آج آگ دوڑتی ہے اہتمام میں

(۴۶)

خاطر شکن کئے ہیں جو ساقی نے کچھ کلام
ہر ہر شکن جبیں کی بنی تیغ بے نیام
آنکھیں جو دونوں سرخ ہیں فرحت کا ہے مقام
مجھ کو یہ دو ملے ہیں مئے ارغواں کے جام
میکش کا آج تیرے نیا طور ہو گیا
منبر پہ بیٹھتے ہی مزاج اور ہو گیا

(۴۷)

خوش ہو نہ خشک دیکھ کے میرے لب ودہن
اک جام دے کہ دل ہے اسیر غم و محن
اف اف یہ نازکی یہ ادائیں یہ بانکپن
تلوار کھینچنے لگی ماتھے کی ہر شکن
کیا پی لیا تھا جام کسی بے گناہ نے
سو بجلیاں گرائی ہیں ترچھی نگاہ نے

(۴۸)

آج آسماں پہ مجھ سے شرابی کا ہے گذر
گر آپ کو نہیں تو مجھے بھی نہیں ہے ڈر
دل کا لہو کیا یہ کسی کو نہیں خبر
کیوں منھ پھرا لیا ہے ذرا دیکھئے ادھر
شک اس میں کیا نگہ کی کشش کچھ بری بھی ہے
تلوار بھی ہے، تیر بھی یہ ہے، چھری بھی ہے

(۴۹)

وہ موج مے سے میکدہ میں تیغ پھر چلی
دوڑا جو خوں رگوں میں، کھلی دل کی پھر کلی
سمجھا ہر ایک دیکھنے والا بلا ٹلی
تلواریں کھنچ چکی ہیں میں کہتا ہوں یا علیؑ
تا حشر ہم گلے سے ملیں گے یہ کہہ گئی
جو تیغ تھی وہ رشتۂ جاں بن کے رہ گئی

(۵۰)

مجھ کو بھی آج سب سے لڑائی کی ہے امنگ
بے اعتنائیوں سے مرا دل ہوا ہے تنگ
دو ساغروں پہ ٹوٹ پڑیں تو نیا ہو رنگ
نشہ میں ایک نے نہ سنی ہوگی ایسی جنگ
میخانہ چھلکے صورت مے ازدحام سے
ہو جنگ آزما جو ابھی جام جام سے

(۵۱)

نشہ چڑھے جو اور فسانہ نیا سنو
کہتے ہیں مجھ سے دوست کہ خاموش کیوں رہو
معراج ہی کے ذکر میں پھر مرثیہ کہو
دامن ہزار رنگ کے پھولوں سے پھر بھرو
سر سبز مجھ سے بس چمن روز گار ہے
سچ ہے کہ میرے دم کی جہاں میں بہار ہے

(۵۲)

پہلے کی جو کہ فکر تھی وہ ایک خواب تھی
وہ نظم پہلی نظم کا گویا جواب تھی
سن کر نہ کچھ کہوں یہ بھلا مجھ کو تاب تھی
فرمائش کرامت عالی جناب تھی
دن کو کہوں کہ رات ہے تورات دیکھئے
اچھا پھر آج میرے کرامات دیکھئے

(۵۳)

افسانہ وہ تھا اور، یہ افسانہ اور ہے
پیمانہ وہ تھا اور، یہ پیمانہ اور ہے
جو عرش منزلت ہے، وہ کاشانہ اور ہے
پروانہ اور ہے، پر پروانہ اور ہے
جو لفظ ہے وہ پنکھڑی ہے تازہ پھول کی
ہے یہ کتاب ذکر خدا و رسولؐ کی

(۵۴)

دو جام میں نے پائے ہیں دراصل ہے یہ ٹھیک
حق سے لئے ہیں جام یہ مانگی نہیں ہے بھیک
داد و ثنا کا ذکر بھی محفل میں ہے رکیک
اک میرا حصہ ایک میں ہوں آپ سب شریک
کھٹکے ہر اک نگہ میں جو آنکھوں میں اشک ہوں
ایسا نہ ہو کہ پھر مرے پینے پہ رشک ہوں

(۵۵)

ترسی ہوئی نگاہ ہے سوکھے ہوئے ہیں لب
اب تک گھٹا نہیں مرے دل کا کوئی تعب
مجھ کو ملے گا ساقیٔ کوثر سے جام اب
میری طرح سے جام کے عاشق ہیں آپ سب
اک بار کون کہتا ہے رہ رہ کے مانگئے
میری طرح سے آپ بھی کچھ کہہ کے مانگئے

(۵۶)

مجلس کے لوگ مانگیں تو انکار صاف ہو
چاہے خوشی کسی کی ہو چاہے خلاف ہو
ہٹ جائے سامنے سے اگر کوہ قاف ہو
نشہ کا یہ قصور ہے پہلا، معاف ہو
دست عطا نے مجھ کو دیا، آپ کون ہیں؟
میری شراب، جام مرا، آپ کون ہیں؟

(۵۷)

سوز وگداز غم کوئی سہتا ہے دیکھئے
دریائے مے زمین پہ بہتا ہے دیکھئے
نشّہ میں ہوش بھی نہیں رہتا ہے دیکھئے
جھک جھک کے کون آپ سے کہتا ہے دیکھئے
تھا مجھ کو نشّہ بادۂ خم غدیر کا
پیتا ہوں نام لے کے جناب امیرؑ کا

(۵۸)

صحنِ جناں کا ہے اسی مجلس پہ احتمال
بلبل وہ ہے کہ جس کی الگ سب سے بول چال
سب کا بزرگ فخر جہاں صاحب کمال
ہے شمع، نظم، قلب ہیں پروانۂ جمال
جس نے سنا وہ زندۂ جاوید ہو گیا
یہ آئینہ چمکنے سے خورشید ہو گیا

(۵۹)

پہلے سے میکدہ پہ ہیں جانیں دئے ہوئے
جوش ولا میں مست ہیں سب بے پئے ہوئے
کچھ مسکرا رہے ہیں یہ شکوے کئے ہوئے
خالی بغل میں دل کے ہیں شیشہ لیے ہوئے
میں بھی سخی ہوں اب مجھے تکرار بھی نہیں
چھلکی ہوئی شراب سے انکار بھی نہیں

(۶۰)

آجائے جان شافع محشر سے مانگ لوں
تھوڑی بہت تو زور مقدر سے مانگ لوں
اک لطف ہو اگر میں برابر سے مانگ لوں
منت کے بعد ساقیٔ کوثر سے مانگ لوں
دل کو پسند آتا ہے بہتر کا واسطہ
لے لوں گا ان کو دے کے پیمبرؐ کا واسطہ

(۶۱)

باتیں یہ سب ہیں زیب، برابر کے سامنے
یہ اضطراب داور محشر کے سامنے
گستاخیاں جناب پیمبرؐ کے سامنے
نشہ کی باتیں ساقی کوثر کے سامنے
کیا اختیار گر خبر نیک بھی نہ دیں
نشہ ہرن ابھی ہو اگر ایک بھی نہ دیں

(۶۲)

جاویدؔ پھر ہو تذکرۂ سرورؑ زماں
پوشاک جب بدل چکے سلطانؑ دو جہاں
دونوں کو اس کی فکر کہ نعلین ہے کہاں
جبریل سے علی نے یہ آخر کیا بیاں
دونوں کا اک شرف ہو عیاں دو جہان پر
کوئی یہاں اٹھائے کوئی آسمان پر

(۶۳)

جبریل نے کہا کہ نہ مانے گا جانثار
میرے لئے ہوا ہے معین یہ افتخار
لاکھوں خدا نے دے دئے ہیں آپ کو وقار
وہ کون ہے جو کاندھے پہ ہوگا کبھی سوار
پائے شرف ہر اک سے زیادہ جناب نے
ہاتھ آپ کے دھلائے رسالتمآبؐ نے

(۶۴)

نعلین اٹھا کے ہنسنے لگا جب یہ نامور
خوش ہو گئے علیؑ ولی بھی جھکا کے سر
آئے قریں براق کے جب سیدالبشرؐ
حیدر نے یہ کہا کہ مبارک ہو یہ سفر
یہ معرکہ بھی آپ ہی کے آج ہاتھ ہے
جبریل پھر ملک ہیں خدا ساتھ ساتھ ہے

(۶۵)

وہ آگیا حبیبؐ خدا کے قریں براق
رفرف کی طرح تیز روئی میں ہے جو کہ طاق
دنیا کا چھوڑنا نہیں کچھ بھی نبیؐ پہ شاق
عرش بریں کا قلب میں اب تو ہے اشتیاق
ہے اب خیال چرخ نوردی دماغ میں
نور خدا کا جلوہ ہے دل کے ایاغ میں

(۶۶)

غل یہ اٹھا براق پہ بیٹھے جو مصطفیٰؐ
دوش ہوا پہ دیکھ لو خورشید پر ضیا
خدام دور پاس کے دینے لگے صدا
اللہ رے شان و رتبۂ محبوبؐ کبریا
کس انبساط سے شہؐ ہر دو سرا چلے
بس مختصر براق چلا مصطفیٰؐ چلے

(۶۷)

آنکھوں پہ دی جگہ اسی خالق کے نور کو
رفعت نے اس کی پست کیا کوہ طور کو
مثل نگاہ لے گیا اُس راہ دور کو
لایا بھی اور لے بھی گیا یہ حضورؐ کو
اس چشم فیض کا جو اشارہ نہ دیکھتا
دنیا کو پھر براق دوبارہ نہ دیکھتا

(۶۸)

میرا قصور عفو ہو تو اور کچھ کہوں
دی ہے زباں خدا نے تو خاموش کیوں رہوں
کچھ دیر کو سہی غم فرقت کو کیوں سہوں
آخر میں غیر بھی نہیں امت میں ان کی ہوں
جبریل سے بڑھا ہوا دوچار ہاتھ ہوں
میں بھی رکاب تھامے ہوئے ساتھ ساتھ ہوں

(۶۹)

بے وجہ کہہ سکوں میں کچھ اتنی نہ تھی مجال
بے دیکھے کیا کہوں گا بھلا آسماں کا حال
شاید ہوا ہو حضرت جبریل کو خیال
نشہ کی بات کا تو مناسب نہیں ملال
چھوٹی سی بات پہنچے گی اک داستان تک
جاؤں گا عذر کرتا ہوا آسمان تک

(۷۰)

موقوف ایک پر نہیں اکثر گواہ ہیں
سب اک طرف کو خاص پیمبرؐ گواہ ہیں
مے پی تھی میں نے ساقی کوثر گواہ ہیں
اب تک نشاں لبوں کے ہیں ساغر گواہ ہیں
حال نبیؑ و حال علیؑ کہنے دیجیۓ
اچھا خطا معاف یہیں رہنے دیجیۓ

(۷۱)

بہتر ہے تھوڑی دیر کی زحمت اٹھایئے
آپس میں فیصلہ کریں ہم آپ آیئے
مداح کا بھی دل کسی صورت بڑھایئے
تصویر اس نبیؐ کی ہمیں دے کے جایئے
جبریل نے کہا کہ یہی دستگیر ہیں
ان کی جگہ زمیں پہ جناب امیرؑ ہیں

(۷۲)

رفرف سے کچھ براق زیادہ ہے اور نہ کم
کھائی ہے بھول کر کسی رفتار کی قسم
اکھڑا ہوا ہے دیکھئے اب تک ہوا کا دم
اک آسماں پہ ایک زمیں پر پڑا قدم
رفتار وہ تھی جس کا عمل کل جہاں پہ تھا
سم چاروں جوڑ کر جو اڑا آسماں پہ تھا

(۷۳)

حسرت ہوا کو یہ تھی کہ چھولوں قدم کی گرد
مدت سے اب ہے گرمیٔ بازار حسن سرد
رفرف اگر نہ ہو تو دوعالم میں یہ ہے فرد
پہنچا فلک پہ شان سے یہ آسماں نورد
جنت کے پھول دیکھ کے انداز کھل گئے
اُس کے قدم کے نقش بھی تاروں میں مل گئے

(۷۴)

اڑنے میں تھا نہ چہرۂ تصویر کا یہ ڈھنگ
وہم و خرد کا دائرہ ہو تا گیا ہے تنگ
اب تک سمجھ میں آ نہ سکا اس کا کوئی رنگ
ہے عقل دہر اُس کی سبک خیزیوں سے دنگ
پوچھو اگر کہ رنگ پریدہ کہاں پہ ہے
دنیا میں سب بتائیں گے یہ آسماں پہ ہے

(۷۵)

دریا پہ گر چلے تو چلے یوں وہ رشک ماہ
پانی پہ دوڑ جاتی ہے جس طرح سے نگاہ
زنجیر موج روکے تو اُس کو کرے تباہ
دیکھے اگر حباب تو سمجھا وہ سنگ راہ
برسوں سے جس کا ساتھ تھا وہ چھوٹنے لگے
روئے حباب دب کے جو دل ٹوٹنے لگے

(۷۶)

ہاں دیکھنے میں کیجے نہ تاخیر دیکھئے
پہنچا ہے آسماں پہ، یہ توقیر دیکھئے
ابھری ہوئی شباب کی تصویر دیکھئے
ہیں پشت پر رسولؐ، یہ تقدیر دیکھئے
نام براق پربھی محل ہے ورود کا
سایہ ہے سر پہ دامن رب ودود کا

(۷۷)

ہے کس کا دل جو ایسی صدا سے دھڑک گیا
سم جس جگہ پڑا کوئی غنچہ چٹک گیا
اڑنے میں برق بن کے کہیں گر چمک گیا
دونا چراغ حسن کا شعلہ بھڑک گیا
ہیں شب کو روشنی کا بھی ساماں کئے ہوئے
آنکھوں کی پتلیاں ہیں چراغاں کئے ہوئے

(۷۸)

انصاف یہ نہیں ہے کہ دل لے جگر نہ لے
دونوں میں کوئی گر نہ ہو مد نظر نہ لے
کیا کوئی جان دے جو وہ دل پر اثر نہ لے
کس کی خبر لے اور وہ کس کی خبر نہ لے
رکھا قدم جو اس نے دکھا کر ادائے حسن
بے ساختہ زبان سے نکلا کہ ہائے حسن

(۷۹)

ہر اک ادا یہ کہتی ہے ہم بھی ہیں کوئی چیز
بچنے کی ٹھوکروں سے ہوا کو نہیں تمیز
غلمان و حور کوئی غلام اور کوئی کنیز
منت کی کہکشاں نے نہ زنجیر کی عزیز
یہ کوششیں ہیں حسن بڑھانے کے واسطے
دوڑا ہلال طوق بنانے کے واسطے

(۸۰)

پھر کیا کرے جو راہ بہت جلد کٹ نہ جائے
دب کر فنا ہو پاس سے سایہ جو ہٹ نہ جائے
بڑھتا ہوا جو زور ہے ڈر ہے کہ گھٹ نہ جائے
زنجیر کہکشاں کی قدم سے لپٹ نہ جائے
یکساں بلند و پست ہیں اس کی نگاہ میں
تاروں کو ٹھوکروں سے ہٹاتا ہے راہ میں

(۸۱)

تھا اشتیاق وصل بھی شوریدہ سر کے ساتھ
دل میں تھا سوز ہجر بھی درد جگر کے ساتھ
رحمت کا حق کی سایہ تھا اس تیز پر کے ساتھ
دیکھی یہ انتہا کہ وہ پہنچا نظر کے ساتھ
دوری زمیں سے چرخ بریں تک کی کیا ہوئی
واں ابتدا نفس کی یہاں انتہا ہوئی

(۸۲)

پہنچے جو آسماں پہ شہؐ آسماں مقام
پہلے ہلال چرخ نے جھک کر کیا سلام
آئے مصافحہ کے لئے انبیاؑ تمام
خوش اپنے مرتبوں پہ ہوئے سیدالانام
دو آسماں جو طے کئے شکر خدا کیا
ہر اک جگہ پہ سجدۂ خالق ادا کیا

(۸۳)

پھر تیسرے فلک پہ مدارات ہوگئی
چوتھے پہ پھر دو چند ہر اک بات ہوگئی
جوہر کشائے سرِ خفی رات ہو گئی
عیسیٰ سے راستہ میں ملاقات ہو گئی
مرکب یہی وہ ہے جو روانی میں طاق ہے
چوتھے فلک پہ آج دماغ براق ہے

(۸۴)

عیسیٰؑ نے عرض کی کہ بنائے نماز ہو
حسرت یہ ہے کہ عقدۂ سر بستہ باز ہو
کچھ دیر گرم صحبت راز و نیاز ہو
آپ اور ہر نبی میں ذرا امتیاز ہو
ختم صلوٰۃ پر گہر مدعا بھی دیں
ہم اک محل پہ ہاتھ اٹھا کر دعا بھی دیں

(۸۵)

حضرت نے یہ کہا تھا کہ جلدی ہے کیا ضرور
طے ہوں گے بس رضائے الٰہی سے یہ امور
پوشیدہ راز حق کو بھی سن لیجیے حضور
ہوگا جہاں میں مہدیؑ ہادی کا جب ظہور
اس کا شرف ہر اک کے شرف سے بلند ہے
پڑھیئے گا، وہ نماز خدا کو پسند ہے

(۸۶)

تھی حد جہاں براق کی پہنچے وہاں جناب
کیا دل تھا مطمئن کہ نہ تھا کچھ بھی اضطراب
بڑھنے کی آگے واں سے نہ طاقت تھی اور نہ تاب
رفرف پہ بس سوار ہوئے یہ بصد شتاب
کچھ عذر بھی محل پہ کیا ہاتھ جوڑ کے
سدرہ پہ جبرئیل تھے ساتھ چھوڑ کے

(۸۷)

دل میں تھے اشتیاق کے نشتر گڑے ہوئے
تار نظر ہر اک کے زمیں سے لڑے ہوئے
ہاں ساتویں فلک پہ بھی ساماں بڑے ہوئے
سن کر صدا پروں کی ملک اٹھ کھڑے ہوئے
دل نے کہا کہ وہ در مقصود آگیا
وقت کلام عابد و معبود آگیا

(۸۸)

آئے تھے ہو کے خلد سے سردار انبیاءؑ
جو داخلِ بہشت ہوا کب نکل سکا
کچھ زندگی و موت کا ادنیٰ سا فرق تھا
دوبار یہ گئے کہ دوبالا تھا مرتبہ
عزت نہ تھی وقار نہ تھا یہ حشم نہ تھا
رہتے نہ یہ تو خلد جہنم سے کم نہ تھا

(۸۹)

جب عرش ذوالجلال پہ پہنچا یہ ذی حشم
چاہا ادب سے دور ہو نعلین سے قدم
آواز آئی تجھ کو بلاتے ہیں پاس ہم
آ بے تکلف آ مرے حق کی تجھے قسم
شہرے فلک پہ ہیں ترے عز ووقار کے
وہ اور ہیں جو آتے ہیں نعلین اتار کے

(۹۰)

زینت دہ فلک ہے یہ نعل آپ یونہی آئیں
بہتر تو ہے کہ تاج سر عرش انہیں بنائیں
جو اقتدار ہم نے دیئے ہیں انہیں دکھائیں
ہیں کس طرف کلیم ذرا آنکھ تو جھکائیں
رتبوں کو ان کے اور خدا اب بڑھائے گا
لکنت سے کچھ کہا تو سمجھ میں نہ آئے گا

(۹۱)

ہاں اے کلیم ان کے ہیں رتبہ سے کم حضور
ہے باعث قیام فلک ان کا دم حضور
ہر ایک سر ہے ان کی اطاعت میں خم حضور
اب دیکھئے ہیں عرش پہ کس کے قدم حضور
کچھ سہل دیکھنا نہیں خالق کے نور کا
سرمہ بھی ہو تو، آنکھ میں ہو، کوہ طور کا

(۹۲)

وہ روشنی بھی آنکھ میں پھر کر اب آچکی
لاکھوں فسوں گروں کا جو دعویٰ مٹا چکی
وہ ہاتھ کی ضیا کہ جو قدرت دکھا چکی
افسانۂ جمال جہاں کو سنا چکی
رتبے بلند ہیں شہؑ عالی مقام کے
یاں تک نہ لاسکا وہ عصا ہاتھ تھام کے

(۹۳)

عصیاں کے ہر مرض کا بھلا کون تھا طبیب
کس کا لقب تھا دہر میں اللہ کا حبیب
کس کو بلا لیا تھا خدا نے بہت قریب
امت کو کس کی تاج شفاعت ہوا نصیب
مردہ وہ دل تھے کون سے جو شاد ہو گئے
کس کے غلام نار سے آزاد ہو گئے

(۹۴)

پہنچے سرادقات و حجب کے بھی جب اُدھر
سجدہ میں کبریا کے جھکا مصطفیؐ کا سر
لہجہ میں مرتضیٰؑ کے خدانے یہ دی خبر
مجھ کو عزیز آپ ہیں اے سیدالبشر
ڈھونڈھے سے بھی نظیر خود اپنا کہاں ملا
ذات خدا سے فاصلۂ دو کماں ملا

(۹۵)

ان کا کوئی نظیر سلف سے ہوا نہیں
ہے کون سا نبیؐ جو گیا عرش کے قریں
بالا رہا ہر ایک سے یہ عرش کا مکیں
ہاں پشت پر ہے دست خدا وند عالمیں
ہے شک نہ ریب و اں نہ کوئی اشتباہ ہے
ہم چپ بھی ہوں تو مُہر نبوت گواہ ہے

(۹۶)

اس رمز خاص سے بھی تو واقف ہیں نکتہ داں
رکھتے تھے دوست بھائی کو سلطان انس و جاں
بدبیں کی چشم ہوتی ہے اس غم میں خونچکاں
اس رات کو علیؑ کے مراتب ہوئے عیاں
دست خدا سے مل گیا تھا کس ولی کا ہاتھ
پردہ سے یہ سنا ہے کہ نکلا علیؑ کا ہاتھ

(۹۷)

پھر یہ دوبارہ حق نے نبیؐ سے کیا کلام
ہیں بس تمہارے بعد علیؑ شاہ خاص و عام
ہوگا انہیں کی ذات سے روشن تمہارا نام
ان کی ولا پہ دین تمہارا ہوا تمام
ظاہر ہے جس سے نام نبیؐ وہ نگیں بھی ہے
نفس رسولؐ جو ہے وہ مسند نشیں بھی ہے

(۹۸)

اس بزم قدس میں تو کسی کا گذر نہ تھا
موسیٰؑ کے ذکر تک سے کوئی باخبر نہ تھا
جو آرزو کا نخل تھا وہ بار ور نہ تھا
معبود کا کلام تھا وہ بے اثر نہ تھا
پردہ سے کب وہ راز کی باتیں نہاں ہوئیں
آواز یاں تک آگئی باتیں وہاں ہوئیں

(۹۹)

پھر حق نے یہ کہا کہ نہیں آپ ہم سے دور
اوروں کے حد قرب میں حائل تھا کوہ طور
پہنچا قریب عرش کے، چہرے کا کس کے نور
حیدرؑ وصی خاص ہوں بعد آپ کے ضرور
بس اک وہی ہے گل چمن روزگار میں
جنت بھی ہم نے آپ کو دی اختیار میں

(۱۰۰)

طاقت بھلا کہاں کہ پریشاں ہوا چلے
مل جائے وہ خدا سے جو یوں راستہ چلے
ملتے ہی حکم سوئے زمیں مصطفیٰؐ چلے
پھر دیکھنے علیؑ کو بحکم خدا چلے
پہنچے سفر جو ختم ہوا اس جناب کا
بستر ابھی تھا گرم رسالتمآب کا

(۱۰۱)

جاویدؔ بس اب آگے مجال سخن نہیں
گھر کا مرے غرور و تکبر چلن نہیں
فصل شباب اب نہیں وہ بانکپن نہیں
پیری میں اب ہنسی بھی وہ توبہ شکن نہیں
چہرے کا جھریوں سے نیا طور ہو گیا
ہم تو وہی ہیں آئینہ کچھ اور ہو گیا

تمام شد

بکلک سرگشتۂ احقر (سید العلماء) علی نقی عالم عفی عنہ
بتاریخ ۶ ر ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ بروز جمعہ
تاریخ شروع تصنیف: ۱۷ ر جمادی الاول ۱۳۳۵ھ
تاریخ ختم: یکم جمادی الثانیہ ۱۳۳۵ھ
مرسلۂ سید محمد افضل رضوی جار چوی، جارچہ تحصیل دادری ضلع گوتم بدھ نگر (یو۔پی۔) ۱۰ را کتوبر ۲۰۱۰ء

۞۞۞